ان حاکموں سے خوف خدا کون لے گیا؟

مولانا محمد یونس‘ مدرس جامعہ سلفیہ

وکم اھلکنا قبلھم من قرن ھم اشد منھم بطشاً فنقبوا فی البلاد ھل من محیص۔ ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع و ھو شھید۔ (سورۃ ق آیت نمبر ۳۶‘ ۳۷)

ان (اہل مکہ ۔ مشرکین مکہ) سے قبل ہم بہت سی بستیوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو قوت وطاقت میں ان سے بڑھ کر تھیں کہ انہوں نے بہت سے شہروں کو اپنی دسترس میں کر لیا تھا پھر بھی (ہماری پکڑ سے بچنے کے لئے) کوئی جائے پناہ نہ ملی۔ ان میں نصیحت ضرور ہے لیکن ان کے لئے جو سوچنے سمجھنے والے دل کے مالک ہوں یا حاضر دماغ ہو کر توجہ سے ان آیات کو سنیں۔

انسان جب دنیا میں آتا ہے تو نہایت کمزور ہوتا ہے نہ چل سکتا ہے نہ کچھ پکڑ سکتا ہے‘ نہ خود خود کھا پی سکتا ہے‘ نہ کسی سے مانگ سکتا ہے‘ نہ اپنے دل کی بات بتا سکتا ہے۔ غرض تمام مخلوقات کی نسبت تخلیق کے وقت انسان نہایت کمزور ہوتا ہے۔ خالقِ کائنات خود اس بات کی شہادت دیتے ہیں :

خلق الانسان ضعیفاً۔

ترجمہ :- انسان کو نہایت کمزور حالت میں پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن انسان کی فطرت‘ مزاج اور طبیعت میں یہ چیز رکھ دی گئی ہے کہ وہ آہستہ آہستہ قوت حاصل کرتا ہے۔ طاقت پکڑتا ہے‘ جوانی کی حدود میں قدم رکھتا ہے پھر جوں جوں اس کی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے یہ دوسروں کو کمزور بنانے اور انہیں زیر کرنے کی جستجو شروع کرتا ہے۔

تاریخ سے سبق حاصل نہ کرنے والی قوم تاریخ کا سیاہ باب بن جاتی ہے اور عبرت پکڑنے والی قوم اپنی تاریخ میں اک روشن ستارے اور سنہری باب کا اضافہ کرتی ہے۔

جب یہ جوانی میں قدم رکھتا ہے تو طاقت کے نشے میں بھول جاتا ہے کہ میں کبھی کمزور بھی تھا‘ اپنے آنکھوں کے سامنے بے شمار بوڑھوں کو بڑھاپے کے ہاتھوں سسکتے بلکتے اور آہیں بھرتے دیکھتا ہے مگر جوانی کا نشہ عبرت پکڑنے میں حائل ہو جاتا ہے۔

انسان کی یہ عادت ہے کہ اپنے حقوق کا دوسروں سے مطالبہ کرتا ہے مگر ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلو تہی کرتا ہے۔

عورت جب ساس ہوتی ہے تو اپنی بہو کو دبا کر رکھنا چاہتی ہے۔ اس سے اس کے حقوق چھینتی ہے لیکن یہی حقوق دبانے والی ساس جب بڑھاپے کا شکار ہوتی ہے تو اپنی مظلوم بہو سے خدمت اور احترام کی امید رکھتی ہے۔ یہی عورت بہو کے روپ میں اپنی ساس کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی ہے۔ اس کی عزت ووقار کا خیال نہیں رکھتی مگر جب خود ساس بنتی ہے تو اپنی بہو سے عزت واحترام کا تقاضا کرتی ہے۔

باپ بڑھاپے کے عالم میں بیٹوں سے خدمت کا مطالبہ کرتا ہے۔ لیکن جب ان کی تربیت کا وقت تھا اس وقت اپنے فرائض سے غفلت برتی اور اب بگڑی اولاد سے شکوے کیسے ؟

یہی بیٹا جوانی کے عالم میں اپنے باپ کے مرتبہ ومقام اور اس کے حقوق کا خیال نہیں رکھتا۔ لیکن جب باپ بنتا ہے تو اپنے بیٹوں سے خدمت کی امید کرتا ہے۔

انسان حالتِ غربت میں اصحابِ ثروت سے جود وسخا کی امید کرتا ہے لیکن جب

اسی غریب کو رب ذوالجلال مال و دولت سے نواز دیتے ہیں تو یہ دولت کے گھمنڈ میں غریبوں کو اپنے دروازے کے قریب بھی آنے نہیں دیتا۔

یہی انسان جب گاہک بن کر کسی دکان پر جاتا ہے تو دکاندار سے امید کرتا ہے کہ کم سے کم منافع لے۔ لیکن جب اپنی دکان پہ بیٹھتا ہے تو یہ آنے والے گاہک کو لوٹنے کی کوشش کرتا ہے۔

انسان حالت غربت میں اصحاب ثروت سے جود و سخا کی امید کرتا ہے لیکن جب اسی غریب کو رب ذوالجلال مال و دولت سے نوازتا ہے تو یہ دولت کے گھمنڈ میں غریبوں کو اپنے دروازے کے قریب بھی نہیں آنے دیتا۔

یہی انسان عام فرد کی حیثیت میں افسران بالا سے بلا معاوضہ اور فوری کام کی امید کرتا ہے لیکن جب خود کسی کرسی پر جلوہ افروز ہوتا ہے تو بغیر نذرانے کے کسی کا کام نہیں کرتا۔

یہی انسان جب تاجِ حکومت اپنے سر پہ سجاتا ہے تو حکومت کے نشہ میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتا اپنے آپ کو قوت و طاقت اور اختیارات کا سرچشمہ سمجھتا ہے لیکن یہ حکمران جب اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے زوال کا شکار ہو کر پسِ دیوار زنداں چلا جاتا ہے تو خود کو کائنات کا مظلوم ترین انسان بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔

یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے لیکن کتنے لوگ ہیں جو ان سے درسِ عبرت حاصل کرتے ہیں۔ ہر ذی شعور اور صاحبِ عقل و دانش اپنے گردو نواح پر نظر رکھتا ہے۔ دوسروں کی ترقی و تنزل کے اسباب تلاش کرتا ہے، قوموں کی عروج و زوال کی داستانوں کو سامنے رکھ کر اپنے روشن مستقبل کے لئے راستوں کا تعین کرتا ہے۔ جو کسی کو آگ میں جلتا دیکھ کر یہ سبق حاصل نہ کرے کہ آگ جلا دیتی ہے اور خود کو آگ سے محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کرے، کوئی بھی سلیم العقل اسے احمق اور پاگل یا بد نصیب کا نام دیئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

ہر حکمران اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے اور طول دینے کے لئے ہر جائز و ناجائز حربہ اختیار کرتا ہے، خوشامد کرنے والوں کو سینے سے لگاتا ہے، غلطیوں کی نشاندھی کرنے والوں کو دشمن سمجھتا ہے، درست رہنمائی کرنے والوں کو دشمن کا ایجنٹ خیال کرتا ہے۔ ہر طرح کا حکم ماننے والوں کو اعلیٰ عہدے دیتا ہے، غلط حکم نہ ماننے والے کو ایک لمحہ کی تاخیر کئے بغیر منصب سے معزول کر دیتا ہے۔ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود ایک دن ذلیل ہو کر اسے ایوانِ اقتدار سے نکلنا پڑتا ہے۔ آنے والا حکمران جانے والے حکمرانوں سے کوئی درس عبرت نہیں پکڑتا۔

عارضی اقتدار کے نشے میں بھول جاتا ہے کہ اصل اقتدار کا مالک کون ہے؟ خیر و شر کس کے ہاتھ میں ہے، ذلت و رسوائی اور عزت و کامرانی کے فیصلے کون کرتا ہے، تخت و تاج چھین کر کال کوٹھری میں بھیجنے والا کون ہے، اقتدار اعلیٰ کے مالک اور قادر مطلق کو بھول جاتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو بغیر کسی جرم کے مصر کی جیل میں بھیج دے اور جب چاہے مصر کی جیل سے نکال کر بادشاہت کا تاج پہنا دے اور مصر کے تخت پر بٹھا دے۔

فرعون جیسا طاقتور اور خود کو انا ربکم الاعلیٰ کہنے والا بادشاہ جب ان بطش ربک لشدید کی زد میں آتا ہے تو دریا کی ایک لہر کے سامنے ڈھیر ہو جاتا ہے۔ زندگی اور موت کی ملکیت کا دعویدار والا نمرود ایک حقیر سی مخلوق کے ہاتھوں ذلت کی موت مرتا ہے۔

دور نہ جائیں ماضی قریب میں اپنے گردو نواح پر نگاہ ڈالیں، روس جو کبھی سپر پاور کہلواتا تھا، آج اقتصادی بد حالی کا شکار ہو کر بکھر رہا ہے، شہنشاہ کہلوانے والا، ایران کے سیاہ و سفید کا مالک جب مرتا ہے تو یہی سرزمین اسے قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتی۔ بے شمار دولت کے مالک کو اپنے وطن کی چند گز زمین نہ مل سکی۔

اپنے وطن عزیز کے سابق حکمرانوں پر نگاہ عبرت ڈالیں۔ ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب

جو قوم تاریخ سے سبق حاصل نہیں کرتی وہ خود تاریخ کا ایک سیاہ باب بن جاتی ہے اور جو تاریخ سے عبرت پکڑے وہ اپنی تاریخ میں

ایک روشن ستارے اور سنہری باب کا اضافہ کرتی ہے۔

میں مسلمانوں کی تاریخ کا ایک ورق آپ کے سامنے رکھتا ہوں شاید کسی کے لئے اس میں سامان درس ہو۔

حجاج بن یوسف کے نام سے اسلامی تاریخ کا کوئی طالب علم ناواقف نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے پوری اسلامی دنیا میں خلافت بنی امیہ کا جھنڈا گاڑنے والا شخص یہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر حجاج بن یوسف نہ ہوتا تو خلافت بنی امیہ کو کبھی استحکام حاصل نہ ہوتا۔ یہ خلافت بنی امیہ میں عراق 'ایران اور سرزمین ماوراء النہر کا گورنر تھا۔ اس نے اپنے ایک جرنیل عبدالرحمان بن اشعث کو ایک لشکر کی کمان دے کر ایران اور افغانستان کے درمیان علاقے زنبیل کو فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ علاقہ اس وقت ترکوں کے زیر حکومت تھا۔ عبدالرحمان بن اشعث نے زنبیل کا وسیع علاقہ اور مضبوط قلعے فتح کر لئے۔ اس فتح کی خوشخبری کے ساتھ مال غنیمت کا ایک حصہ قاصد کے ہاتھ حجاج کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ یہاں کے انتظام وانصرام کے لئے کچھ مدت کے لئے جنگ بندی کی اجازت دی جائے۔ اس درخواست پر حجاج غصے میں آگیا اور جواباً جرنیل کو نہایت بزدل اور کمزور قرار دیا اور سپہ سالاری سے معزول کی دھمکی دی۔ جرنیل عبدالرحمان بن اشعث نے اپنے تمام کور کمانڈروں کا اجلاس بلایا اور حجاج کی دھمکی ان کو سنائی' سب نے کہا کہ قوم کو حجاج کے ظلم اور تشدد سے بچانے کے لئے ہمیں آگے بڑھنا چاہئے اور حجاج کی اطاعت سے دستبردار ہو کر اسے ایوان اقتدار سے نکال کر سرزمین عراق کو اس کی نجاست سے پاک کرنا چاہئے۔ جرنیل عبدالرحمٰن نے سب کمانڈروں سے حمایت کا حلف لیا اور حجاج کے خلاف لشکر روانہ کر دیا۔ اس جنگ میں جرنیل عبدالرحمٰن کی قسمت نے ساتھ دیا۔ سجستان اور ایران کے بیشتر علاقے اس کے قبضے میں آگئے۔ اس کامیابی کے بعد کوفہ اور بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے پیش قدمی کرنا چاہی۔

حجاج کی لوٹ مار اور ظلم و تشدد نے جرنیل عبدالرحمٰن کے لئے حالات مزید سازگار بنا دیئے۔ ہوایوں کہ بیشتر کارندوں نے حجاج کو خط لکھے کہ بستیوں میں رہنے والے غیر مسلموں نے اسلام قبول کر کے شہروں میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ اس طرح غیر مسلموں سے جزیہ ٹیکس وصول نہ ہونے کیوجہ سے آمدن میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ حجاج نے حکم دیا جو لوگ اسلام قبول کر کے بستیوں سے شہروں میں منتقل ہو گئے ہیں خواہ انہیں کتنا ہی عرصہ کیوں نہ ہو گیا ہو انہیں بستیوں کی جانب دھکیل دیا جائے۔ سرکاری نمائندوں نے اس حکم کی تعمیل کی' ان نو مسلموں سے ان کے تجارتی مراکز' دکانیں چھین لیں' شہری رہائشوں سے بے دخل کر دیا' عورتوں اور بچوں کو زبردستی نکال باہر کیا' اس ظلم و بربریت کے خلاف علماء اور اہل حق نے آواز بلند کی۔ جرنیل عبدالرحمٰن نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔ جن میں حضرت سعید بن جبیرؒ نام شعبیؒ اور ابوالبختریؒ جیسے عظیم المرتبت تابعین کرام سر فہرست ہے۔

ہر حکمران اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے اور طول دینے کیلئے ہر جائز وناجائز حربہ اختیار کرتا ہے۔ خوشامد کرنے والے کو سینے سے لگاتا ہے اور غلطیوں کی نشاندہی کرنے والوں کو دشمن سمجھتا ہے۔ ہر حکم ماننے والے کو اعلیٰ عہدے دیتا ہے' غلط حکم نہ ماننے والے کو ایک لمحہ کی تاخیر کئے بغیر منصب سے معزول کر دیتا ہے یہ سب کچھ کرنیکے باوجود ایک دن ذلیل ہو کر ایوانِ اقتدار سے نکلتا پڑتا ہے۔

ابتداء میں تو جرنیل عبدالرحمٰن کو کچھ کامیابی ہوئی مگر بغاوت بغاوت ہوتی ہے' رفتہ رفتہ حجاج کے قدم جمنے لگے اور گرفت مضبوط ہونے لگی' جرنیل عبدالرحمٰن کو ذلت آمیز شکست سے دوچار ہو کر راہ فرار اختیار کرنا پڑی' وہ لشکر کو حجاج کے رحم و کرم پر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اسطرح کے باغی سادہ لوح اور مخلص لوگوں کو اپنے مفادات کے حصول کے لئے سبز باغ دکھا کر ساتھ ملا لیتے ہیں' اگر کامیاب ہو جاتیں تو بعد میں انہیں دھتکار دیتے ہیں اگر ناکام ہوں تو خود راہ فرار اختیار کرتے ہوئے ان مخلص ساتھیوں کو بے سہارا چھوڑ دیتے ہیں۔

حجاج نے اعلان کیا کہ اگر یہ باغی میرے پاس آکر اس بات کا اقرار کریں کہ ہم نے حجاج کی بیعت توڑ کر کفر کا ارتکاب کیا ہے اور از سر نو میرے ہاتھ پر بیعت کریں تو انہیں معاف کر دیا جائے گا۔

قبیلہ خثعم کے ایک بزرگ کو حجاج کے سامنے لایا جاتا ہے۔ بوڑھا اپنی صفائی پیش کرتا ہے کہ جب سے یہ بغاوت ہوئی ہے میں دریا فرات کے کنارے پر الگ تھلگ ہو کر عبادت اور یاد الٰہی میں مشغول رہا اب آپ کامیاب ہوئے ہیں تو آپ کی بیعت کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔

حجاج غصے سے کہتا ہے کہ تم نے اپنے امیر کی قیادت میں لڑائی کیوں نہیں کی' اعتراف کرو کہ میں نے یہ جرم کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے اگر اعتراف نہیں کرو گے تو تمہاری گردن اڑا دوں گا۔

بوڑھا کہتا ہے کہ میں نے **80** سال تک اللہ کی عبادت کی ہے اور اب تیری خوشنودی کے لئے کفر کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی اس عبادت کو ضائع کر ڈالوں ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔ حجاج اشارہ کرتا ہے' چشم زدن میں بوڑھے کی گردن اڑا دی جاتی ہے۔

حجاج کے ایک اور مخالف کو اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ ہر وقت حجاج کی ہجو کرتا تھا اس کے عیوب کا اظہار کرتا تھا' اسکی مذمت میں لوگوں کو ابھارتا تھا۔ حجاج کا خیال تھا کہ یہ شخص کبھی اپنے کفر کا اعتراف نہیں کرے گا مگر حجاج کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو ہاتھ

> **باغی سادہ لوح اور مخلص لوگوں کو اپنے مفادات کے حصول کیلئے سبز باغ دکھا کر ساتھ ملا لیتے ہیں' اگر کامیاب ہو جائیں تو بعد میں انہیں دھتکار دیتے ہیں اگر ناکام ہو جائیں تو خود راہ فرار اختیار کرتے ہوئے ان مخلص ساتھیوں کو بے سہارا چھوڑ دیتے ہیں۔**

باندھ کر کہتا ہے کہ میں تو روئے زمین کے سب کافروں سے بڑا کافر ہوں' میں تو فرعون سے بھی بڑا کافر ہوں' میری گردن نہ اڑائیں' جس بات کا حلف چاہیں لے لیں' حجاج اپنے خود ساختہ ضابطہ کی رو سے اس کی جان بخشی کر دیتا ہے حالانکہ یہ اس کے خون کا پیاسا تھا۔

حضرت سعید بن جبیر یہ حالات دیکھ کر مکہ مکرمہ جا ایک بستی میں رہائش اختیار کر لیتے ہیں۔

10 سال کے طویل عرصہ کے بعد مکہ میں بنو امیہ کا ایک نیا گورنر خالد بن عبد اللہ آتا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر کے ساتھی انہیں سمجھاتے ہیں کہ نیا گورنر سخت مزاج کا ہے آپ کسی اور شہر میں چلے جائیں۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ عراق سے بھاگنے پر میں پہلے ہی شرمسار ہوں مجھے اس کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے تھا' اب میں نے پختہ عزم کر لیا ہے کہ مکہ چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔ حالات جو بھی ہوں اسے خندہ پیشانی سے قبول کروں گا۔

پھر وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا' گورنر کو حضرت سعید بن جبیر کی موجودگی کا علم ہوتا ہے وہ انہیں گرفتار کر کے حجاج کے سامنے پیش کرتا ہے۔ دونوں کے درمیان سوال و جواب کا سلسلہ چلتا ہے۔ چند سوال و جواب یہ تھے' حجاج پوچھتا ہے میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے:

حضرت سعید جواب دیتے ہیں' میری رائے تجھے پسند نہیں آئے گی۔

حجاج کہتا ہے میں تیرے منہ سے اپنے بارے میں رائے سننا چاہتا ہوں۔

حضرت سعید فرماتے ہیں میرے علم کے مطابق تو کتاب اللہ کا دشمن ہے اور تو ہر وہ انداز اختیار کرتا ہے جس سے تیرا رعب بڑے' تیری ہیبت بڑھے اور تیرے دبدبے کی دھاک بیٹھے' ایسے انداز تباہ کن ہوتے ہیں' یہ تجھے ہلاکت کی طرف لے جا رہے ہیں' جو بالآخر تجھے جہنم کی گہرائیوں میں پھینک دیں گے۔

حجاج غضبناک انداز میں کہتا ہے کہ میں تجھے قتل کروا دوں گا۔

حضرت سعید فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے قتل کر کے میری دنیا خراب کرے گا تو میں مقتول بن کر تیری آخرت برباد کروں گا۔

حجاج کہتا ہے کہ تم اپنے قتل کے لئے کونسا طریقہ پسند کرو گے؟

حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میرے لئے نہیں اپنے لئے طریقہ قتل کا انتخاب کرو گے اسی انداز میں تجھے روز قیامت قتل کیا جائے گا۔

حجاج کہتا ہے کہ اگر میں تجھے معاف کردوں۔

حضرت سعید فرماتے ہیں اگر تو معاف کردے تو معافی اللہ کی جانب سے ہوگی اور مجھے معاف کرکے تو اپنے جرائم سے بری الذمہ نہیں ہوسکے گا۔

حجاج غصے سے ان کے قتل کا حکم جاری کرتا ہے تو حضرت سعید مسکرا دیتے ہیں۔

حجاج مسکرانے کا سبب پوچھتا ہے:

تو حضرت سعید فرماتے ہیں کہ تیری جرات اور اللہ کے حلم وبردباری پر مسکرایا ہوں کہ تو اپنے بارہ میں چند حقائق سن کر اس قدر غصے کا اظہار کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ تیرے اس قدر مظالم پر بردباری کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

حجاج کہتا ہے کہ اسے فوراً قتل کردیا جائے۔

حضرت سعید قبلہ رخ ہوکر یہ آیت پڑھتے ہیں:

”وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض حنيفاو ما انا من المشركين“

حجاج کہتا ہے کہ اس کا رخ قبلہ سے ہٹادو۔

آپ یہ آیت پڑھتے ہیں:

فاينما تولوا فثم وجه الله۔

حجاج کہتا ہے اسے اوندھے منہ لٹادو۔

آپ یہ آیت پڑھتے ہیں:

منها خلقنا كم و فيها نعيدكم و منها نخرجكم تارة اخرى۔

حجاج غصے سے بلبلاتا ہے اسے فوراً ذبح کرڈالو۔

حضرت سعید بن جبیر بارہ گاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں:

اے اللہ میرے بعد حجاج کو کسی پر مسلط نہ کرنا۔ اس نے تیرے لا تعداد بندوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے ہیں۔ (مورخین کے مطابق حجاج نے تقریباً ڈیڑھ لاکھ **(150000)** افراد موت کے گھاٹ اتارا تھا) میرے بعد اس کے ہاتھوں کوئی مظلوم نہ بنے یہ کسی پر ظلم نہ کر سکے۔

دعا کے بعد حضرت سعید بن جبیر جام شہادت نوش فرماجاتے ہیں۔

ان کی شہادت کے چند روز بعد حجاج کو شدید بخار ہوتا ہے کبھی بے ہوش ہوتا ہے پھر ہوش میں آجاتا ہے۔ ہوش میں آتے ہی چلاتا ہے مجھے سعید سے بچاؤ وہ میرا گلا گھونٹ رہا ہے وہ مجھ سے اپنے قتل کا سبب پوچھتا ہے' مجھے اس سے بچالو' میں تباہ وبرباد ہو جاؤں گا۔ اسی کیفیت میں وہ فوت ہو جاتا ہے۔

ایک شخص حجاج کو خواب میں دیکھتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے کہ اے حجاج تو نے جن لوگوں کو قتل کیا ان کا بدلہ تجھ سے کیسے لیا گیا تو اس نے کہا کہ ہر قتل کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بار قتل کیا لیکن سعید کے بدلہ میں مجھے ستر بار قتل کیا گیا۔ یہ ہماری تاریخ کا ایک ورق ہے۔

ان في ذلك لذكرى لمن كان له قلب۔

ایک نگاہ اس پر اور ایک ملکی حالات پر ڈالیں۔

ایک شخص جو خود اپنے اٹھائے ہوئے آئین حلف کا پاسدار نہیں دوسروں سے اپنی وفاداری کا حلف لیتا ہے۔ جو آئین سے ماوراء حلف اٹھانے سے انکار کردے وہ ہر منصب سے معزول ہوکر کرپشن' بدعنوانی اور بغاوت کے الزامات کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہوجائے۔

اور جو آئینی حلف اٹھانے کے باوجود آئین سے ماوراء حلف اٹھانے پر بھی تیار ہو جائے۔ اسے عدل وانصاف کا سب سے بڑا اعزاز دے دیا جائے۔

بڑا چھوٹے کو معزول کرے تو اسے بغاوت کا نام اور چھوٹا بڑے کو معزول کردے تو اسے استحکام وطن کا نام دے دیا جائے۔

اس بات کا خوف نہیں رہا کہ جو سلوک ہم جانے والوں سے کر رہے ہیں آنے والے اس سے بدتر سلوک ہمارے ساتھ کر سکتے ہیں۔

لیکن یہ درس وعبرت اسی کو حاصل ہوتا ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف ہو جو دل خوف الٰہی سے خالی ہوں' ان کا انجام خود دوسروں کے لئے درس عبرت بن جاتا ہے۔

فرمان نبوی ﷺ

سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیا کرو اور ان کے پیالوں میں کھایا بھی نہ کرو۔ دنیا میں یہ کافروں کے لئے ہیں اور آخرت میں فقط تمہارے لئے۔ (بخاری ومسلم)